اُصولِ تفسیر

سوالاً جواباً

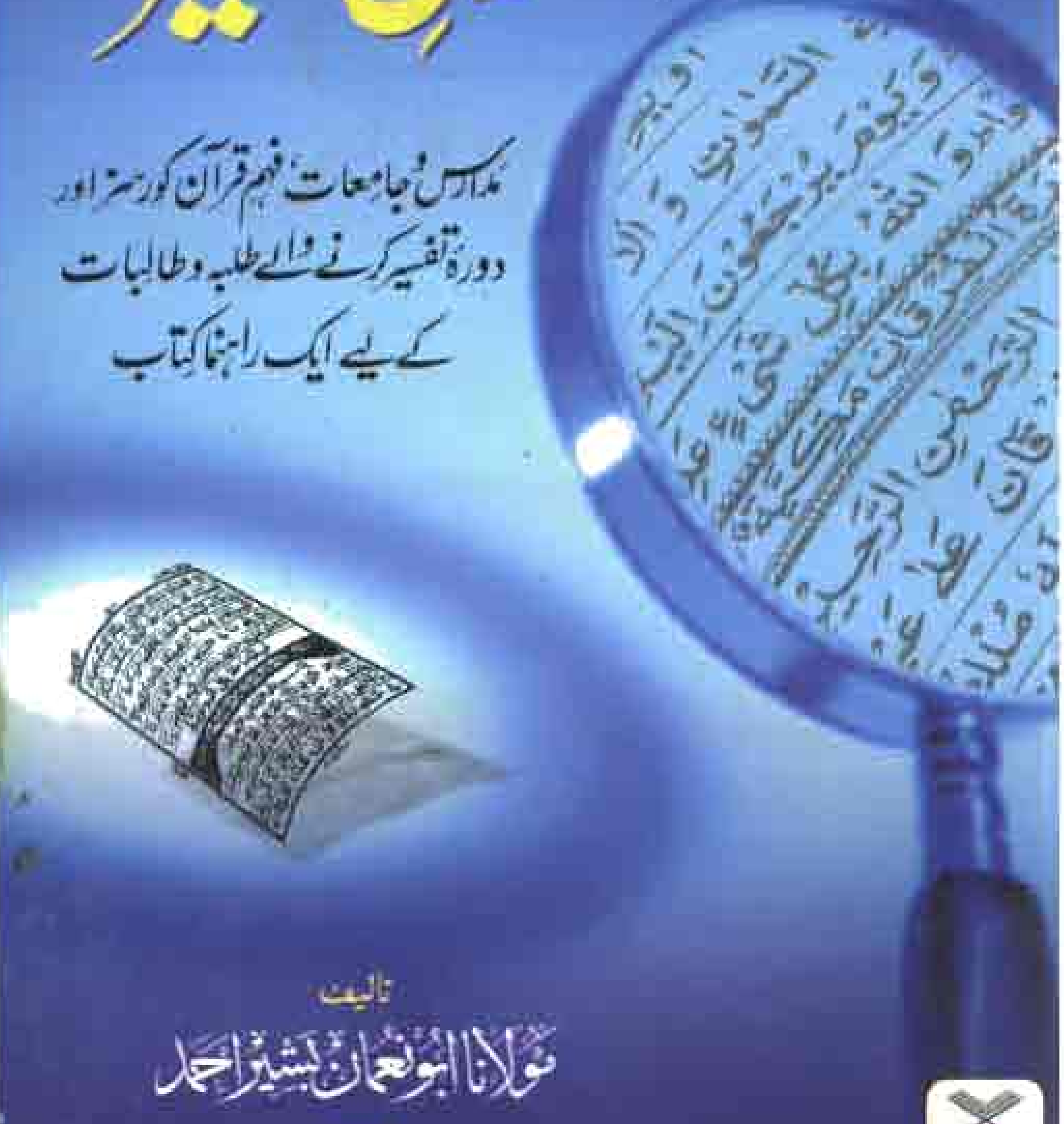

مدارس و جامعات، فہم قرآن کورسز اور
دورۂ تفسیر کرنے والے طلبہ و طالبات
کے لیے ایک راہنما کتاب

تالیف
مولانا ابو نعمان بشیر احمد
نظر ثانی
شیخ القرآن ابو زکریا سید عبد السلام الرستمی

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

* توجہ فرمائیں *

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اَپ لوڈ[UPLOAD] کی جاتی ہیں۔
* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

** تنبیہ **

** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاهور
لندن • هيوسٹن • نيو يارك
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa
Website: www.dar-us-salam.com

❶ طریق مکہ - العلیا - الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945
❷ شارع الاربعین - الملز - الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
❸ جدّہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
❹ الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624

لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208

امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431
❷ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092
فیکس: 7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com
❷ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
❸ اُردو بازار گوجرانوالا فون: 741613-431-0092 فیکس: 741614

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولِ تفسیر
سوالاً جواباً

مدارس و جامعات، فہم قرآن کورسز
اور دورۂ تفسیر کرنے والے طلبہ و طالبات
کے لیے ایک راہنما کتاب

تالیف
مولانا ابونعمان بشیر احمد

نظرثانی
شیخ القرآن ابوزکریا سید عبدالسلام الرستمی

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض جدہ شارجہ لاھور
لندن ھیوسٹن نیویارک
DARUSSALAM

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض ناشر 7

حرف اول 9

مقدمۃ المؤلف 18

اُصولِ قرآن

قرآن مجید کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' اس کی وجہ تسمیہ اور امتیازی خصوصیات 22

وحی کا بیان 27

قرآن اور حدیث قدسی کی تعریف اور ان میں فرق 33

نزول قرآن کا بیان 35

مکی و مدنی سورتیں اور ان کی علامات و خصوصیات 46

لفظ سورت کی وجہ تسمیہ اور تعریف 50

سورتوں کے نام رکھنے کا سبب اور ایک سے زائد نام رکھنے کی حکمت 52

قرآن مجید کی سورتیں' آیات' کلمات اور حروف 78

قرآن مجید کی مختلف قراءات 81

ناسخ اور منسوخ کا بیان 88

عہد رسالت اور خلفاء کے دور میں حفاظت قرآن اور تدوین قرآن 94

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُصولِ تفسیر

تفسیر و تاویل کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ، موضوع، غرض و غایت
اور ان دونوں کے درمیان فرق 106
ترجمے کا معنیٰ و مفہوم اور اس کی اقسام و شرائط 110
تفسیر قرآن کے ماخذ 111
اقسام تفسیر 121
مراجع و مصادر 125

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

نزول وحی کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اس کا اختتام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہوا۔ مگر سینکڑوں صحائف اور چار مستقل کتابوں میں سے آج صرف قرآن مجید کا متن ہی محفوظ ہے۔ یہ متن قرآن قیامت تک کے لیے فرد اور ریاست کے جملہ معاملات کی ہدایت کا حتمی اور قطعی ذریعہ ہے۔ اس متن قرآن کی مستند تفسیر تمام تر صحیح احادیث کے ذخیرے میں پائی جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے پہلے مفسر ہیں۔ آپ کی حیات اقدس میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو علم تفسیر میں تخصص کا درجہ حاصل تھا۔ مکہ میں دار ارقم اور مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ کے قریب صفہ کا چبوترہ تفسیر قرآن کے ابتدائی حلقے تھے۔ آج دنیا کی تمام مساجد اور مکاتب میں درس قرآن کے یہ حلقے اسی مدنی حلقے کی اتباع اور پیروی میں قائم کیے گئے ہیں۔

طبقات المفسرین میں وہ طبقہ جس نے تفسیر ماثورہ کے اصول اور منہج کو برقرار رکھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم التفسیر کے قریب تر ہے۔ تمدن کے ارتقا کے ساتھ بعد کے علوم کی روشنی میں آیات قرآنیہ کے ترجمہ و تفسیر میں جو جدت و ندرت روا رکھی گئی ہے، اس کی علمی، ادبی، فنی، نحوی یا تاریخی اہمیت تو ہو سکتی ہے مگر یہ قرآنی مفہوم کی سکہ بند ضمانت نہیں بن سکتی۔ الغرض عافیت اسی میں ہے کہ قرآن مجید کو اولاً خود قران حکیم کی آیات سے سمجھا جائے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند تفسیری روایات سے جانا جائے۔ اس تفسیری ذخیرے کو صحابہ اور تابعین نے عالم اسلام کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ شبہ قارہ یا برصغیر میں بھی اس علم تفسیر کے بہت سے خادم پیدا ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیسویں صدی میں قرآن مجید کے مطالعہ وتفہیم کا ذوق بہت عام ہوا ہے۔ اس ضمن میں بہت گراں قدر خدمات بھی انجام دی گئی ہیں جن کا ہمیں کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیے۔ مگر تفسیر قرآن کی ایک خدمت وہ بھی ہے جو دینی مدارس میں دورۂ تفسیر کے سلسلے میں پیش کی جاتی ہے۔ دورۂ تفسیر کا ایک ایسا ہی مقام مرکز الدعوۃ السّلفیہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد بھی ہے جہاں سالہا سال سے یہ عمل خیر جاری ہے۔ مولانا ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ نے کمال محنت سے اس دورۂ تفسیر کے افادات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ قارئین کرام! اپنے مطالعہ میں محسوس کریں گے کہ اس مختصر کتاب میں اصول تفسیر کے وہ تمام اسرار و رموز اور امثال و نظائر جمع کر دیے گئے ہیں جو قرآن فہمی کے لیے ضروری ہیں۔

اصول تفسیر کی اس مختصر مگر جامع کتاب کو سوال و جواب کی صورت میں تحریر کیا گیا ہے جس سے علمائے کرام کے علاوہ عامۃ المسلمین اور دینی مدارس کے طلبہ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ادارہ دارالسلام نے اس مفید اور نافع کوشش کو تحقیق وتخریج کے ساتھ معیاری طباعت کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے میں شیخ القرآن ابوزکریا سید عبدالسلام رستمی اور پروفیسر عبدالجبار شاکر کی مساعی اور مشاورت کے لیے شکرگزار ہوں۔ حافظ آصف اقبال اور حافظ عبدالرحمٰن ناصر نے بھی جس محنت اور اخلاص سے اس مسودے کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے، میں اس کو بہ نظر تحسین دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قرآن فہمی کے لیے مفید و معاون بنائے۔ آمین یارب العالمین!

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

دارالسلام الریاض، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف اول

قرآن فہمی کا تفسیری اسلوب

انسانیت کے لیے ہدایت کا سب سے معتبر ذریعہ ہمیشہ سے وحی الٰہی رہا ہے۔ آدم علیہ السلام سے حضور ختمی مرتبت محمد ﷺ تک سیکڑوں صحائف کے علاوہ چار مستقل کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ یہ انسانیت کی خوش نصیبی ہے کہ آج اس سارے ذخیرے میں سے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کا متن اس کی اصل زبان کے ساتھ محفوظ و مامون ہے۔ اس کتاب مبین نے تاریخ وتہذیب کے مختلف ادوار اور مراحل میں جو اثرات مرتب کیے ہیں، انہیں کفر وایمان کی کشمکش میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے پاس یہ ایک ایسا آلہء انقلاب تھا، جس کے ذریعے سے آپ نے نفوس بشریہ کا تزکیہ کیا، ان کی جبلتوں کی تہذیب کی، ان کے عقائد باطلہ کی درستی کی اور ان کے اعمال کو خیر وشر کی تمیز سکھائی۔ عصر حاضر مادہ پرستی کے عروج پر دکھائی دیتا ہے، اس لیے اس کی جہالت بہت مرکب ہے۔ عہد جدید کی جاہلیت اور ضلالت کا علاج اور مداوا صرف قرآنی تعلیمات سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ تنہا ہدایت کی روشنی ہے، جو آج کے مضطرب الحال انسان کو حقیقی سکون اور طمانیت فراہم کرسکتی ہے۔ ہمارے ذہنوں پر تشکیک کے جس قدر کانٹے پیدا ہو چکے ہیں، ہمارے دلوں پر وساوس کا جو ہجوم دکھائی دیتا ہے، ہماری طبائع میں جو اخلاقی پراگندگی پیدا ہو چکی ہے، ان سب سے نجات کا صرف ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ قرآن کا راستہ ہے۔ ایمان کی قرآنی مشعل ہاتھ میں لے کر نکلیں گے تو حقیقی منزل کا سراغ میسر آئے گا۔ مگر افسوس کہ آج عام انسان تو کجا خود مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قران مجید کی حقیقی تعلیم سے محروم دکھائی دیتی ہے۔

قرآن مجید، عربی مبین میں نازل ہوا ہے۔ اس کے اولیں مخاطب حجاز کے عرب تھے، جنہیں اپنی زبان دانی، فصاحت، بلاغت اور خطابت پر بہت ناز تھا۔ قرآن مجید نے جو اسلوب اور پیرایۂ بیان اختیار کیا، اس کے سامنے تمام عرب اور اس کے شعرا اور فصحا شرمندہ ہو گئے۔ ان کے دلوں میں یہ حقیقت جاگزیں ہو چکی تھی اور وہ اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور تھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ ہٹ دھرم شرک و بدعات کی ایسی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے کہ ان میں سے بہت کم لوگوں نے اس سے نورِ ایمان حاصل کیا۔ قرآن فہمی کے لیے جس تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہے، اس سے مشرکین مکہ کوسوں دور تھے۔ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے کہ جس کے مطالب محض لغت سے حل نہیں ہو سکتے۔ اور نہ محض زبان دانی اس کے مفاہیم کو سہولت دیتی ہے۔ اس کتاب حق کی تعلیمات واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر کو مبعوث کیا، جس نے علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے اس کے مطالب کو ان کے سامنے واضح کیا۔ اس اعتبار سے رسول کریم ﷺ اس کے (قرآن مجید کے) پہلے معلم اور مفسر ہیں، جن سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے کسب فیض کیا۔ یہی تفسیری سرمایہ تابعین اور تبع تابعین کے ذریعے سے طبقات مفسرین تک منتقل ہوا۔ مفسرین کرام کا یہی وہ بابرکت گروہ تھا، جس نے اس فن کے باقاعدہ اصول مرتب کیے اور آج ''اصول تفسیر'' کے نام سے ایک مستقل علم کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ دنیا کی یہ واحد کتاب ہے کہ جس کی تشریح و توضیح کے باقاعدہ اصول مرتب ہوئے ہیں۔ اسی فن کے حوالے سے علوم قرآنی کے مختلف افق روشن ہوئے۔ اس ایک کتب سے کئی کتاب خانے تیار ہو گئے۔ انسانیت کی تاریخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو اعتنا اور توجہ قرآن مجید پر صرف کی گئی ہے۔ اس کی مثال کسی دوسری قوم کی مقدس کتاب میں مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ اس کی تدوین میں جس ضبط واحتیاط سے کام لیا گیا ہے' یہ ایک مستقل باب ہے' جس پر بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ دنیا میں کسی ایسی دوسری کتاب کی مثال دینا مشکل ہوگا کہ جس کی سند قراءت کے تواتر کے ساتھ موجود ہو۔ اس کے تراجم' حواشی' احکام' اشاریے' لغت اور تفسیر پر ایک عظیم ذخیرہ وجود میں آیا ہے۔ اپنی زبان اور اسلوب کے لحاظ سے یہ ایک ادبی اعجاز کا نمونہ ہے۔ اس کی کتابت میں جو رسم خط استعمال ہوئے' وہ کوفی' ثلث' تعلیق' ریحان' نسخ' رقاع' بہار اور نستعلیق کے علاوہ بیسیوں دوسرے تزئینی خطوط پر مشتمل ہیں۔ اس کے لیے جلد سازی کے فن کے نئے سے نئے نمونے تیار ہوئے' اس کی نقاشی' تذہیب اور جداول کا الگ سے رنگا رنگ اور بوقلموں سلسلہ موجود ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت کے نظام میں اس کی کتابت وتسوید سے ہٹ کر اس کے حفظ کا کرشمہ خداداد ہے۔ رسول کریم ﷺ کے علاوہ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے حافظ تھے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور تلاوت کی جانی والی کتاب ہے۔ اس کتاب کی تلاوت کے بھی خاص آداب ہیں' جو اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور جن کا التزام ایمانی سطح پر بہت ضروری ہے۔ یہ کتاب انسانوں پر ایک خاص حق اور دعویٰ رکھتی ہے کہ اس پر سچے دل سے ایمان لایا جائے۔ اس کی تلاوت کو نمازوں کے علاوہ روزمرہ کے اذکار میں شامل کیا جائے۔ اس کے فہم اور تدبر پر وقت کو قربان کیا جائے۔ اس پر عمل کے ذریعے سے اپنی سیرت سازی کی جائے۔ اس خیر الاشغال کے علم کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے مستقل مدارس اور مکاتب ترتیب دیے جائیں۔ ایسے مدارس کا سلسلۃ الذہب خود سرور کائنات ﷺ کے عہد مبارک میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم ہو چکا تھا۔ اِرقم' صفہ اور حرمین اس کے ابتدائی مراکز تھے۔ آج لاکھوں مدارس اور مساجد میں کروڑوں طلبہ اور طالبات اس کا باقاعدہ درس حاصل کرتے ہیں۔ اس کی اشاعت کے ہزاروں عظیم ادارے ہیں۔ صرف مدینہ طیبہ کے فہد قرآن کمپلیکس میں بیسیوں زبانوں میں قرآن مجید کے لاکھوں نسخے ہر سال مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اس کے قلمی نسخوں اور صحائف سے دنیا کے بڑے بڑے عجائب گھر اور کتب خانے بھرے پڑے ہیں۔ مسلمانوں میں سے خال ہی کوئی ایسا بدنصیب گھرانہ ہوگا' جو قرآن مجید کے نسخے کو مطالعہ و برکت کے لیے اپنے گھر میں نہ رکھتا ہو۔ آج دنیا کی ایک سو ایک زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ صرف اردو زبان میں مکمل تراجم کی تعداد 240 اور نامکمل تراجم کی تعداد 365 سے زائد ہے۔

اہل علم میں اس موضوع پر بہت کلام ہوا ہے کہ آیا قرآن مجید کا ترجمہ ممکن ہے؟ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ قرآن مجید کا کماحقہ ترجمہ کسی سے بھی ممکن نہیں' البتہ مختلف حضرات نے اس کی ترجمانی کی کامیاب کاوشیں کی ہیں۔ اسلام اور دعوت قرآن دیارِ عرب سے بہت جلد عجمی علاقوں تک پہنچ گئی۔ ان علاقوں کے لوگوں میں اس نورِ حق کی تعلیم و تفہیم کے لیے بہت سی کوششیں کی گئی ہیں۔ تاریخی روایات کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پہلے مترجم قرآن ہیں' جنہوں نے سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ہر صدی میں نئی سے نئی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوتے چلے گئے۔ اردو زبان کے تراجم میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے دو افراد نے اولیت کا شرف حاصل کیا ہے' ان میں سے ایک شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ خود شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمے کا بھی اردو زبان میں ترجمہ ہوا' جس کا ایک نادر نسخہ راقم کے کتب خانے ''بیت الحکمت'' میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔

ابتدائی دور میں جو تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے' ان میں زیادہ تر لفظی ترجمے ہوئے مگر ترجمے کی ایک نوعیت وہ بھی ہے' جیسے ہم تفسیری ترجمہ کہتے ہیں۔ یہ ثانی الذکر ترجمہ قرآنی مطالب اور مفاہیم کے قریب تر ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے تراجم کے ساتھ' ان کے مختصر حواشی اور فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔ مگر خدمت قرآن کا اصل باب ''تفسیر'' سے متعلق ہے۔ محدثین نے اپنی جوامع میں تفسیر کے الگ سے باب باندھے ہیں۔

ہم اس حقیقت کو بیان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کے پہلے معلم اور مفسر خود نبی کریم ﷺ ہیں۔ مگر یہاں اس سوال کا جواب فراہم کرنا بہت ضروری ہے کہ خود علم تفسیر کی ضرورت کیا ہے؟

قرآن مجید کوئی علمی یا ادبی کتاب نہیں کہ محض لغت کی مدد سے اس کے مطالب کو کوئی استاد یا معلم واضح کر دے۔ بلکہ یہ ہدایت و یقین کے لیے اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ایسا صحیفہ ہے' جسے جبریل امین علیہ السلام جیسے مقدس فرشتے نے لوح محفوظ سے بیت العزت میں موجود اس نوشتے کو بائیس سال' نو مہینے اور نو دن تک رسول کریم ﷺ تک منتقل کیا۔ چالیس سے زائد صحابہ نے اس کی کتابت کی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے ایک ہی مرتبہ نازل کیوں نہیں کیا گیا۔ اس کے جواب میں قرآن مجید کی عظمت پنہاں ہے۔ یہ کتاب عربوں کی ذہنی استعداد' ان کے سماجی ماحول' ثقافتی اقدار اور افکار و عقائد سے بالکل الگ ایک تعلیم کی حامل کتاب تھی۔ جسے ان کی ایمانی جلا اور تزکیۂ نفس کے لیے بتدریج نازل کیا گیا۔ صرف ایک ہی مرتبہ نازل کر کے اس سے وہ مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے تھے۔ قرآن مجید میں اس کے نازل کرنے والے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد کو سمجھنے کے لیے پیغمبرانہ رہنمائی اور تعلیم کی ناگزیر ضرورت تھی۔ مختلف قرآنی آیات کے شان نزول کو بیان کرنے' احکامات کی وضاحت اور عملی شکلوں کو متعین کرنے' عبادات کی ہیئت اور ترکیب کو واضح کرنے اور شرعی امور کی تفصیلات فراہم کرنے کے لیے ضروری تھا کہ قرآن مجید کی آیات کی ان اجمالی تعلیمات کو اس کے پورے شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اس ضرورت نے تفسیر کے فن کو جنم دیا۔ فن تفسیر میں مہارت حاصل کرنے کے لیے لغت' ادب' شاعری' احادیث' فقہ' روایات صحابہ رضی اللہ عنہم' علم قراءت' تاریخ ومغازی' شان نزول' ناسخ ومنسوخ اور احکامات کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں کچھ فنون کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

تفسیر قرآن کا سب سے اہم اسلوب خود تفسیر القرآن بہ آیات القرآن ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات ایک دوسرے کا تتمہ ہیں اور مختلف احکامات کی تکمیل کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔ قرانی آیات کے باہمی ربط اور نظم کے علم کے بعد قرآن فہمی یا تفسیر القرآن کا سب سے بڑا ماخذ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ قرآن مجید کے بیان کردہ عقائد وافکار' اعمال وافعال' اذکار وعبادات' احوال ومعاملات' حدود وتعزیرات' حدود وقیود' آداب ورسوم' حلال وحرام اور معروف ومنکر کا ذکر جہاں قرآنی آیات میں اجمالاً بیان ہوا' وہاں اس کی تفصیل سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وضاحت کے ساتھ ملتی ہے۔ اگر قرآن مجید کے ساتھ سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث کو شامل نہ کیا جائے' تو اس کتاب مبین کے سیکڑوں عنوانات انسانیت پر اوجھل رہتے۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کو ذخیرۂ حدیث کے بغیر سمجھنے اور بیان کرنے کی جن لوگوں نے جسارت کی ہے' وہ اصل دین اور فطرت دین سے بہت دور جا نکلے اور جاہلیت کے پرچار میں مبتلا ہو گئے' العیاذ باللہ۔ قرآن مجید کو سنت پیغمبر علیہ السلام کے ذریعے سے سمجھنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسلوب کوتفسیر ماثورہ کہتے ہیں اوراسے تفسیر بالروایت کا نام بھی دیا گیا ہے۔عہد صحابہ کے سب سے جید مفسرین جن میں عمر بن خطاب' علی مرتضیٰ' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن مسعوداورابی بن کعب رضی اللہ عنہم بہت ممتاز ہیں' اسی تفسیر ماثورہ کے اسلوب کے بانی ہیں۔ ازواج مطہرات میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تفسیری مباحث میں خصوصی امتیاز رکھتی ہیں۔

دوسری صدی ہجری میں یونانی تفلسف اور ایرانی مابعدالطبیعات نے اسلامی فکر میں اپنادخول پیدا کرلیا جس سے قرآن مجید کی خالص تعلیمات کو دوسرے علوم وفنون کے تناظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے تفسیر بالرائے کے مکتب فکر کی بنیاد پڑی۔ یہ اسلوب نہ صرف امت مسلمہ میں قرآن فہمی کے منفی رویوں کا باعث بنا بلکہ اس سے تفرقے کی ایک ایسی بنیاد پڑی' جس نے ابھی تک وحدت امت کے تصور کو پارہ پارہ کررکھا ہے۔

''تفسیر'' کا لفظ ''ف س ر'' کے مادے سے باب تفعیل کا صیغہ ہے' جس کے لغوی معنی حجاب اٹھادینے' واضح کرنے یا کھول دینے کے ہیں۔مگر علوم تازہ کی سرمستیوں نے قرآنی مطالب کو اس درجہ پراگندہ کردیا کہ حقائق کی نقاب کشائی کی بجائے' خود حقائق اس میں دب کررہ گئے۔ اور تفسیر بالرائے کے مفسرین نے تاویل کا ایک ایسا پھندا لگایا کہ جس سے بقول اقبال:

احکام ترے حق ہیں' مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند

قرآن مجید کی تفسیر صدیوں سے مدارس نظامیہ میں پڑھائی جارہی ہے مگر ان مدارس کا چلن عجیب ہے کہ تفسیر پہلے پڑھاتے ہیں اور اصول تفسیر کا مطالعہ بعد میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراتے ہیں۔ضرورت ہے کہ مدارس نظامیہ اصول تفسیر اور اس کی کم از کم ایک کتاب ''الفوز الکبیر'' جسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فارسی زبان میں تحریر کیا ہے' اس کا اردو ترجمہ طلبہ کو پڑھا دیا جائے' جس سے قرآن کے علوم پنجگانہ سے قرآن مجید کے طالب علم کی ایک ذہنی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

مقام مسرت کے ہمارے عہد میں قرآن فہمی کے جذبات نوجوان نسل میں فراوانی کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔اس مقصد عزیز کے لیے بہت سے ادارے' انسٹی ٹیوٹ اور فاؤنڈیشنز تشکیل دیے جا رہے ہیں۔مختصر دورانیے کے کورسز ترتیب دیے جا رہے ہیں۔خود رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں معروف مدارس اور مخصوص مساجد میں درس قرآن کے حلقے قائم کیے جاتے ہیں۔ممتاز دینی مدارس میں دورۂ تفسیر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔دورۂ تفسیر کے اس ماحول میں ایک خاص مرکز الدعوۃ السّلفیہ' ستیانہ بنگلہ' فیصل آباد بھی ہے' جہاں برسوں سے یہ کار خیر جاری ہے۔جس سے قرآنی علوم کے طالبین اور تشنگان سیرابی حاصل کر رہے ہیں۔اس ادارے کے علم التفسیر کے ایک جید استاد اور دورۂ تفسیر قرآن حکیم کے مفسر مولانا ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ نے ایسے ہی طالبین قرآن کے لیے قرآنی موضوعات اور اصول تفسیر کے لوازم کے لیے یہ مختصر مگر جامع کتاب تحریر کی ہے' جو اپنے اسلوب کے لحاظ سے بہت اہم اور مفید علمی کاوش ہے۔اس میں علم تفسیر کی ضخیم کتابوں کا خلاصہ بہت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔اس کتاب میں قرآنی حقائق' علمی معلومات اور اصول تفسیر کے مختلف مباحث کے لیے سوال و جواب کا طریق اختیار کیا گیا ہے' جو قرآنی مطالب کی تفہیم کے لیے ایک موزوں ترین اسلوب ہے۔اس طریق سے جہاں عامۃ المسلمین استفادہ کریں گی' وہاں منتہی حضرات بھی فیض یاب ہوں گے۔ترجمہ قرآن کے مراکز اس کوشش کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت مفید پائیں گے۔ادارہ دارالسلام کی یہ کاوش لائق داد ہے کہ اس نے قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر سے متعلق قرآنی اداروں اور انسٹی ٹیوٹ کی سہولت لیے یہ مفید، مستند، مختصر مگر جامع کتاب فراہم کی ہے۔اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشر کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

العبد المذنب

پروفیسر عبدالجبار شاکر

مدیر ''بیت الحکمت'' لاہور

20/رمضان/المبارک 1424ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمة المؤلف

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○﴾ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○﴾ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○﴾ (صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٨، وسنن أبي داود، ح: ٢١١٨ وسنن ابن ماجه ، ح: ١٨٩٢ وسنن النسائي ، النكاح ، ح: ٣٢٧٩، والدارمي، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح: ٢٢٠٨)

انسان، جسم وروح کے مرکب کا نام ہے۔ ان میں ایک عنصر مفقود ہو تو تنہا دوسرا عنصر انسان نہیں کہلا سکتا اور دونوں عنصروں کو اپنی نشو ونما اور بقا کے لیے غذا اور بیماری کی صورت میں دوا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کو مٹی سے پیدا کیا تو اس کی غذا اور دوا بھی مٹی میں رکھ دی اور روح آسمان سے نازل کی تو اس کی غذا و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوا بھی آسمان سے نازل کی جو قرآن اور اس کی شرح' حدیث کی صورت میں ہمارے پاس ہے۔ جسم کو بروقت غذا اور دوا نہ دی جائے تو اس کے تلف ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسی لیے ہم جسم کی غذا و دوا کے لیے محنت و کوشش کرتے ہیں' لیکن اس سے بڑھ کر روح کی غذا و دوا کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ جسم کی غذا و دوا کے میسر نہ آنے کی صورت میں صرف دنیاوی زندگی متاثر ہوتی ہے جبکہ روح کی غذا و دوا کی عدم موجودگی میں دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ جسم کی غذا و دوا کو زمین سے پیدا شدہ قدرتی اور مفرد شکل میں استعمال کرنے اور انہیں محنت و مشقت سے پیس کر' مرکب بنا کر استعمال کرنے میں واضح فرق ہے۔ اسی طرح روح کی غذا و دوا یعنی قرآن مجید کی سادہ ناظرہ تلاوت کرنے اور محنت و مشقت سے معانی و مفہوم سمجھ کر تلاوت کرنے میں بھی واضح فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

چونکہ قرآن کریم عربوں کے اسلوب کلام کے مطابق نازل کیا گیا ہے' اس لیے اس کے معانی و مطالب سمجھنے کے لیے اس دور کے انداز کلام اور اس کے اصول و ضوابط سے آگاہ ہونا ضروری ہے' نیز نزول قرآن سے لے کر موجودہ مصحف کی صورت میں آنے کے مراحل اور اسلاف کی اصطلاحات کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے علمائے کرام نے اصول تفسیر مرتب کیے۔

عصر حاضر میں بعض حلقوں میں قرآن فہمی کا قدرے ذوق پیدا ہو رہا ہے لیکن دنیاوی مشاغل کی وجہ سے لوگ زیادہ وقت نکالنے سے گھبراتے ہیں اور عربی گرامر اور اصول تفسیر کے بغیر مختصر وقت میں قرآن کریم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر دینی مدارس میں اصول تفسیر کے بغیر ترجمہ وتفسیر پڑھانے شروع کردیے جاتے ہیں۔ جب تین یا چار سال میں ترجمہ وتفسیر مکمل ہوجاتے ہیں تو آخری سال میں اصول تفسیر پڑھا دیے جاتے ہیں' حالانکہ اصول وقواعد پہلے پڑھائے جانے چاہئیں تھے۔ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اردو زبان میں اصول تفسیر پر کوئی مختصر اور عام فہم کتاب نہیں ہے جو ابتدائی کلاس میں پڑھائی جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر یہ کتاب تحریر کی گئی ہے جس میں سوال و جواب کی صورت میں سلیس انداز میں اصول قرآن وتفسیر مرتب کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب **مناهل العرفان في علوم القرآن' التفسير و المفسرون' الاتقان في علوم القرآن** اور مقدمہ معارف القرآن (مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ) کا خلاصہ ہے۔ اکثر جگہ حوالے بھی درج کردیے گئے ہیں تاکہ مراجع دیکھنے کے لیے آسانی ہو۔ امید واثق ہے کہ یہ کتاب دینی مدارس کے طلبہ اور عامۃ الناس دونوں کے لیے مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اسے امت مسلمہ کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور میرے لیۓ میرے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

ابونعمان بشیر احمد

مرکز الدعوۃ السلفیہ' ستیانہ بنگلہ' فیصل آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُصُولِ قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی لغوی اور اصطلاحی تعریف‘ اس کی وجہ تسمیہ اور امتیازی خصوصیات

سوال: قرآن کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کیجئے۔

جواب: قرآن قَرَءَ یَقْرَأُ کا مصدر ہے جو فُعْلَانٌ کے وزن پر ہے‘ جس کے لغوی معنی‘ جمع اور شامل کرنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ پڑھنے کے معنی میں استعمال ہونے لگا کیونکہ اس میں بھی قصص‘ امر‘ نہی‘ آیات اور سورتوں کو جمع کیا جاتا ہے۔ ①

اصطلاحی معنی:

«هُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهِ»(ارشاد الفحول، ص:۲۹، ۳۰ ومناهل العرفان في علوم القرآن: ۱/ ۲۱ ، ۲۲)

’’اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اور اس کی تلاوت کرنا عبادت ہے۔‘‘

یہ تعریف انتہائی جامع و مانع ہے کیونکہ ’’کَلَامُ اللهِ ‘‘ کہنے سے مخلوق کا کلام نکل گیا۔ ’’الْمُنَزَّلُ ‘‘ کہنے سے غیر منزّل کلام خارج ہوگیا‘ ’’عَلٰى مُحَمَّدٍ ‘‘ کہنے سے سابقہ انبیاء پر نازل ہونے والا کلام خارج ہوگیا اور ’’اَلْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهِ ‘‘ کہنے سے احادیث رسول خارج ہوگئیں۔ قرآن کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے:

«اَلْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُولِ الْمَكْتُوبُ فِي الْمَصَاحِفِ،

① لسان العرب: 1/128‘129 و تاج العروس: 1/220‘221

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَنْقُولُ إِلَيْنَا نَقْلاً مُتَوَاتِرًا بِلاَ شُبْهَةٍ»(ارشاد الفحول، ص: ۲۹، ۳۰ ومناهل العرفان في علوم القرآن: ۱/ ۲۱، ۲۲)

''اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا' صحیفوں میں لکھا ہوا اور ہم تک بلاشبہ تواتر سے منقول ہے۔''

سوال: قرآن مجید کے نام اور ''القرآن'' کی وجہ تسمیہ بیان کیجئے۔

جواب: قرآن کریم میں اس کے پانچ نام استعمال کیے گئے ہیں:

① اَلْقُرْآن ② اَلْفُرْقَان ③ اَلذِّکْر ④ اَلْکِتَاب ⑤ اَلتَّنْزِیل

- ان میں سب سے زیادہ مشہور ''القرآن'' ہے۔ قرآن مجید میں اکسٹھ جگہ اس کا ذکر موجود ہے۔

علامہ ابوالمعالی نے کتاب البرھان میں قرآن کریم کے پچپن نام ذکر کیے ہیں [1] اور بعض نے اس سے بھی زیادہ اکانوے (۹۱) تک بیان کیے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے بطور علم ہونے کے مذکورہ پانچ نام ہی ہیں۔ باقی سب صفاتی نام ہیں' مثلاً کریم' حکیم' مجید وغیرہ۔

وجہ تسمیہ: لفظ ''قرآن'' مصدر ہے' جس کے معنی پڑھنے کے ہیں اور عربی زبان میں مصدر کو کبھی اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پس قرآن بھی اسم مفعول مَقْرُوءٌ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی پڑھی جانے والی کتاب کے ہیں اور لفظ قرآن کے آخر میں الف ونون مبالغے کے لیے ہیں لہٰذا اس کے معنی بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کے ہیں۔

بعض نے یہ وجہ تسمیہ بھی بیان کی ہے کہ قرآن کریم کا یہ نام کفارِ عرب کی تردید

---

① مناهل العرفان: 8/1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رکھا گیا۔ وہ کہا کرتے تھے:

﴿لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝﴾

(حٰمٓ السجدة :26/41)

''تم اس قرآن کو مت سنو بلکہ اس کی تلاوت کے وقت شور کیا کرو تاکہ تم غالب آجاؤ۔''

کفار مکہ کا نظریہ یہ تھا کہ شور مچا کر اس کی آواز کو دبا دیں گے اور کسی کو پڑھنے نہیں دیا جائے گا۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی تردید میں اس کا نام ''قرآن'' رکھا کہ یہ وہ کتاب ہے جو ہر زمان ومکان میں ہمہ وقت پڑھی گئی اور پڑھی جائے گی۔

- الفرقان: حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب۔
- الذکر: اللہ کی بیان کردہ چیزوں کا اس میں ذکر ہے۔
- الکتاب: بمعنی مکتوب۔
- التنزیل: بمعنی مُنَزَّل نازل کی ہوئی کتاب۔

سوال: دوسری الہامی وغیر الہامی کتب کے مقابلے میں قرآن کریم کی کون سی نمایاں خصوصیات ہیں؟

جواب: قرآن کریم کو باقی الہامی وغیر الہامی کتب کے مقابلے میں مندرجہ ذیل خصوصیات حاصل ہیں:

1- قرآن کریم وہ کتاب ہے جو زمانہ نزول سے آج تک محفوظ ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔

2- یہ وہ کتاب ہے جو زمانہ نزول سے آج تک صحیح تاریخ تدوین وترتیب کی مالک ہے۔

3- یہ وہ کتاب ہے جس کی سندِ تواتر بے شمار قراء سے ثابت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- یہ وہ کتاب ہے جس کی تلاوت ہمہ وقت دنیا میں جاری رہتی ہے۔

5- یہ وہ کتاب ہے جس کی تعلیم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اور اس سے عالم اور غیر عالم دونوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

6- یہ وہ کتاب ہے جس کا ترجمہ دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ہو چکا ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے۔

7- یہ وہ کتاب ہے جس کی اشاعت تمام کتب سے زیادہ ہوئی۔ اس کے باوجود اس کے ایک لفظ میں بھی اشتباہ واختلاط نہیں ہوا۔

8- یہ وہ کتاب ہے جو ثقیل حروف' دقیق محاورات اور رکیک مثالوں سے پاک ہے۔

9- یہ وہ کتاب ہے' جس کے حاملوں' کاتبوں اور قاریوں کے حالات زندگی بھی مسلسل محفوظ ہیں۔

10- یہ وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کے لیے بہت سے نئے علوم ایجاد ہوئے اور ہر دور میں اس کی تفاسیر لکھنے کے لیے علماء کی بڑی جماعت تیار رہی۔

11- یہ وہ کتاب ہے جس کے ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور اس کو نماز میں بطور تلاوت پڑھا جاتا ہے۔

12- یہ وہ کتاب ہے جس کی تلاوت سننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

13- یہ وہ کتاب ہے جسے رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں حفظ وتحریر کروایا۔

14- یہ وہ کتاب ہے جو اب تک اپنی زبان نزول میں محفوظ ہے اور اس کی زبان بھی دنیا میں زندۂ جاوید ہے۔

15- یہ وہ کتاب ہے جس نے تحقیق وتدقیق اور علمی انکشافات کا دروازہ کھولا ہے۔

16- یہ وہ کتاب ہے جس نے توحید خالص کو عام کیا' مساوات کو قائم کیا' سرمایہ داری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مذمت کی، عقل وفطرت کے موافق قانون وارثت پیش کیا، عورتوں کے مکمل حقوق بیان کیے اور غلاموں کی آزادی کا راستہ کھولا۔

17- یہ وہ کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت کو کوئی اور کتاب نہیں پا سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کا بیان

سوال: وحی کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں اور اس کی اقسام تحریر کریں۔

جواب: وحی کے لغوی معنیٰ جلدی سے اشارہ کر دینے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

«هُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِهِ» (فيض الباري ، شرح صحيح البخاري : ١/ ١٨)

''اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اس کے نبیوں میں سے کسی نبی پر نازل ہُوا ہو۔''

وحی کی اقسام: وحی کی تین قسمیں ہیں:

1-وحی قلبی: وہ وحی جو فرشتے کے واسطے کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے دل میں القا کر دی جائے اور ساتھ یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، خواہ یہ حالت بیداری میں ہو یا خواب میں۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم خواب میں دیا گیا۔

2- کلام الٰہی: فرشتے کے واسطے کے بغیر براہ راست اللہ کا اپنے نبی سے ہم کلام ہونا اور اسے براہ راست اپنے احکام دینا۔ یہ وحی کی تمام اقسام سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۝ ﴾ (النساء:4/164)

''اور موسیٰ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔''

3-وحی ملکی: اللہ تعالیٰ کا کسی نبی پر اپنے احکام فرشتے کے ذریعے سے بھیجنا۔ فرشتہ کبھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اصلی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی بشری شکل میں اور بعض اوقات صرف فرشتے کی آواز سنائی دیتی ہے' شکل نظر نہیں آتی۔

قرآن کریم نے وحی کی مذکورہ تینوں قسموں کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ﴾ (الشوریٰ:42/51)

''کسی انسان کے لیے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے (براہ راست) بات کرے سوائے دل میں القاء کرکے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغام رساں (فرشتہ) کو بھیج کر۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کے منشاء کے مطابق وحی کرتا ہے۔''

سوال: وحی کی ضرورت واہمیت بیان کیجئے۔

جواب: قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کیا گیا ہے۔ اس لیے وحی کی ضرورت واہمیت جاننا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ بیان فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذٰریٰت:51/56)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزاری جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاننے کے لیے علم کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس طریقے سے زندگی گزارنے پر رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے' اس وقت تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین چیزیں ایسی عطا کی ہیں جن کے ذریعے سے وہ مفید اور غیر مفید چیز میں فرق کر سکتا ہے:

① حواس خمسہ ② عقل ③ وحی۔

انسان کو کچھ چیزوں کے مفید اور غیر مفید ہونے کا علم حواس سے ہوتا ہے اور کچھ کا عقل سے، اور جو چیزیں ان دونوں ذرائع سے معلوم نہ ہوں ان کا علم وحی کے ذریعے سے عطا کیا گیا ہے۔

علم کے مذکورہ تینوں ذرائع کی اپنی ایک حد ہے جس سے آگے وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو چیزیں انسان حواس سے معلوم کر سکتا ہے وہ صرف عقل سے محسوس نہیں کی جا سکتیں، مثلاً:

میرے سامنے ایک طالب علم بیٹھا ہے۔ آنکھ کے ذریعے سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ انسان ہے اور اس کا رنگ گندمی ہے، وغیرہ۔ یہ چیزیں حواس کو معطل کر کے معلوم نہیں کی جا سکتیں۔ عقل نے بتایا کہ اس کے والدین ہیں اگرچہ اس کے والدین میرے سامنے نہیں بیٹھے۔ عقل کو معطل کر کے یہ چیزیں حواس سے معلوم نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا علم حواس اور عقل دونوں سے نہیں ہو سکتا، مثلاً: آدمی کو کیوں پیدا کیا گیا؟ اس کے ذمے کون کون سے فرائض ہیں؟ ان چیزوں کا علم دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو ذریعہ مقرر کیا اسے ''وحی'' کہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسان کے لیے مفید اور غیر مفید چیزیں معلوم کرنے کے لیے وحی کی اشد ضرورت ہے اور یہ ایک عظیم ذریعۂ علم ہے۔ حواس اور عقل سے جو چیزیں معلوم نہیں ہو سکتیں۔ وہ ''وحی'' سے حاصل ہوتی ہیں۔

سوال: رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کے مراتب تحریر کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے وحی کے سات مراتب ذکر کیے ہیں:

1- سچے خواب آنا۔ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

2- فرشتے دکھائی دیے بغیر ہی کوئی چیز دل میں ڈال دینا۔

3- فرشتے کا بشری صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانا۔

4- کبھی گھنٹی کی طرح آواز آتی اور وحی کا نزول شروع ہو جاتا۔

5- فرشتے کا اصلی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانا۔ اس طرح آپ پر دو مرتبہ وحی ہوئی۔

6- اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہمکلام ہونا' جیسے معراج کی رات آپ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے اور پچاس نمازوں کا ہدیہ ملا۔

7- فرشتے کے واسطے کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ سے پس پردہ ہمکلام ہونا' جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس پردہ باتیں کی تھیں۔

نوٹ: بعض لوگوں نے آٹھویں مرتبے کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست بغیر حجاب کے باتیں کرنا لیکن اس میں سلف سے خلف تک اختلاف چلا آ رہا ہے۔[1]

سوال: وحی اور کشف والہام میں کیا فرق ہے؟

جواب: وحی اس کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام اپنے کسی نبی پر نازل فرمائے۔ وحی صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے' کسی غیر نبی پر وحی نہیں آسکتی خواہ وہ ولائت کے کتنے ہی اعلیٰ درجے کیوں نہ حاصل کرلے۔

اور کشف والہام اس کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے دل میں کوئی

① زاد المعاد' ص: 18/1 (ملخص)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر کی بات القاء کردے' یا ان کی آنکھوں کے سامنے کوئی چیز ظاہر کردے۔ یعنی وحی کا تعلق صرف انبیاء کے ساتھ ہے اور کشف والہام کا تعلق نبی وغیر نبی دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

نوٹ: (ا) مجدد الف ثانی نے کشف اور الہام میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ کشف کا تعلق حسیات سے ہے' یعنی اس میں کوئی چیز یا واقعہ آنکھوں سے نظر آجاتا ہے اور الہام کا تعلق وجدانیات سے ہے' یعنی اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی بلکہ دل میں کوئی بات القاء کردی جاتی ہے۔ ①

2- وحی اور کشف والہام انبیاء اور اولیاء کے اپنے اختیار میں نہیں بلکہ یہ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے' جس پر چاہے اور جیسے چاہے نازل فرماتا ہے۔

3- انبیاء پر وحی کبھی الہام کی صورت میں بھی نازل ہوتی تھی لیکن انبیاء کا الہام یقینی ہوتا ہے اور یہ وحی کی ایک قسم ہے۔ اس لیے اس کی پیروی کرنا ضروری ہے جب کہ اولیاء کا کشف والہام یقینی نہیں ہوتا' اور وہ دین میں حجت ہوتا ہے نہ اس کا اتباع فرض ہے۔ بلکہ الہام وکشف نصوص قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اس پر عمل کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ ②

سوال: وحی متلو اور غیر متلو میں کیا فرق ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اس کی دو قسمیں ہیں۔

❀ وحی متلو: لغوی لحاظ سے اس کے معنی ہیں' وہ وحی جس کی تلاوت کی جائے۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ وحی ہے جس میں الفاظ ومعانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف

---

① فیض الباری: 19/1

② الاعتصام للامام شاطبی' ص:351

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہوں۔ اس میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں ہے اور یہ قرآن کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

❀ وحی غیر متلو: وہ وحی جس کے معانی اللہ کی طرف سے ہوں اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوں اور یہ صحیح حدیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ جیسے آپ ﷺ نے فرمایا:

«أُوْتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ»(مسند أحمد: ٤/ ١٣١، ح: ١٧٣٠٦)

''مجھے قرآن کریم اور اس کے ساتھ اس کی ہم مثل چیز (حدیث) عطا کی گئی ہے۔''

نوٹ: جس طرح وحی متلو منجانب اللہ ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے' اسی طرح وحی غیر متلو بھی منجانب اللہ ہے اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ وحی غیر متلو کو چھوڑ کر صرف وحی متلو پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور حدیث قدسی کی تعریف اور ان میں فرق

سوال: قرآن، حدیث اور حدیث قدسی کی تعریف لکھیں نیز قرآن اور حدیث قدسی میں فرق واضح کریں۔

جواب: قرآن کی تعریف:

«هُوَ كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهِ»(ارشاد الفحول، ص:۲۹، ۳۰ ومناهل العرفان في علوم القرآن: ۱/ ۲۱، ۲۲)

''اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا اور اسکی تلاوت کرنا عبادت ہے۔''

حدیث کی تعریف:

«هُوَ مَا أُضِيفَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيرٍ أَوْ صِفَةٍ»(تيسير مصطلح الحديث، ص: ١٤)

''حدیث وہ ہے جس کی نسبت اور اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف ہو خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو یا کوئی صفت ہو۔''

حدیث قدسی کی تعریف:

«هُوَ مَا نُقِلَ إِلَيْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ إِسْنَادِهِ إِيَّاهُ إِلَىٰ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ»(تيسير مصطلح الحديث، ص: ١٢٦)

''وہ حدیث جو نبی اکرم ﷺ کے واسطے سے ہم تک پہنچے اور آپ اسے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی طرف منسوب کریں۔''

قرآن اور حدیث قدسی میں فرق:

* قرآن کے الفاظ و معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں' جبکہ حدیث قدسی کے معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہیں۔
* قرآن سند تواتر سے ثابت ہے اور یہ قطعی الثبوت ہے' جب کہ حدیث قدسی سند تواتر سے ثابت نہیں حتیٰ کہ ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں لہٰذا یہ قطعی الثبوت بھی نہیں ہے۔
* قرآن کریم کو نماز میں بطور تلاوت پڑھا جاتا ہے اور اس کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں' جب کہ حدیث قدسی اس کے برعکس ہے۔ البتہ حدیث قدسی کا مطلق ثواب ضرور ہوتا ہے۔
* قرآن مجید ایک ایسا علمی اور ادبی معجزہ اور چیلنج ہے جس کے سامنے اس عہد کے تمام بڑے بڑے ادیب اور شاعر سرنگوں ہو گئے' جب کہ حدیث قدسی سے اس طرح چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول قرآن کا بیان

سوال: نزول کے کیا معنی ہیں؟ نزول قرآن کے مختلف مراحل بیان کریں۔

جواب: نزول مندرجہ ذیل دو معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے:

1- جگہ پکڑنا: جیسے اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ○﴾
(المؤمنون:23/29)

”اور کہنا میرے رب! مجھے برکت والی جگہ اتارنا اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔“

اسی طرح عربوں کا محاورہ ہے:

«نَـزَلَ الأَمِيرُ الْمَدِينَةَ»

”امیر شہر میں اترا یعنی رہائش اختیار کر لی۔“

2- اوپر سے نیچے اترنا: جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ﴾ (المؤمنون:23/18)

”اور ہم نے بادلوں سے پانی اتارا۔“

نزول قرآن کے مراحل: نزول قرآن کے مندرجہ ذیل تین مراحل ہیں:

1- پہلا نزول لوح محفوظ میں ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ○ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○﴾ (البروج:85/21،22)

”بلکہ وہ تو قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- دوسرا نزول لوح محفوظ سے بیت العزت (بیت المعمور) میں ہوا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾ (الدخان: 3/44)

''ہم نے اسے (قرآن کو) ایک خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ﴾ (القدر: 1/97)

''ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔''

اور اسی کی بابت فرمایا:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ﴾ (البقرۃ: 158/2)

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

3- تیسرا نزول بیت العزت سے قلب رسول اللہ ﷺ پر آہستہ آہستہ حسب ضرورت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ ﴾

(بنی اسرائیل: 106/17)

''اور قرآن کریم کو ہم نے متفرق طور پر اس لیے اتارا' تا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔''

اس طرح قرآن کریم 22 سال 9 ماہ اور 9 دن میں مکمل ہوا۔ کسروں کو ختم کر کے 23 سال کہا جاتا ہے۔

نوٹ: قرآن کریم میں نزول قرآن کیلئے انزال اور تنزیل دو لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

اِنْزَال: کسی چیز کا ایک ہی بار مکمل نازل کر دینا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْزِیل : کسی چیز کا تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنا۔ قرآن میں جہاں انزال کا لفظ آیا ہے اس سے مراد لوح محفوظ سے بیت العزت میں نزول ہے اور جہاں تنزیل کا ذکر ہے وہاں بیت العزت سے رسول اللہ ﷺ پر نزول مراد ہے۔

سوال: قرآن کو آہستہ آہستہ نازل کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: قرآن کو آہستہ آہستہ نازل کرنے میں مندرجہ ذیل حکمتیں بتائی جاتی ہیں:

* تثبیت قلب: مشرکین و منکرین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچایا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کو قدرے پریشانی لاحق ہو جاتی، اس پریشانی کو کافور کرنے اور تسلی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ ایسی آیات نازل فرماتا جس میں آپ ﷺ کی کامیابی اور مشرکین کی ناکامی، اور سابقہ امتوں اور نبیوں کا تذکرہ ہوتا جس سے آپ ﷺ پُرسکون اور مطمئن ہو جاتے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾

(ھود:11/120)

"اور ہم رسولوں کے حال احوال آپ کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے سے آپ کے دل کو مضبوط کریں۔"

* رد اعتراضات: مخالفین کے آئے دن نئے نئے اعتراضات و سوالات ہوتے تھے تو جن آیات میں ان کا جواب تھا ان کا نزول اس وقت ہی مناسب تھا جب وہ سوالات کئے گئے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَ لَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝﴾

(الفرقان:25/33)

"اور وہ آپ کے پاس اس کی مثل کوئی چیز نہیں لا سکتے مگر ہم نے اسے ٹھیک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک آپ تک پہنچا دیا ہے اور سب سے اچھی طرح کھول کر بیان کیا ہے۔''

* حفظ وفہم میں آسانی: قرآن کریم کا نزول ایک اَن پڑھ قوم پر ہوا۔ ان کی طاقت میں نہ تھا کہ مکمل قرآن یکبارگی سمجھ لیں اور یاد کرلیں اس لیے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا تاکہ اسے سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو اور اچھی طرح ان کی تعلیم و تربیت ہو سکے۔

* تدریج: نزول قرآن کے وقت عرب کا معاشرہ انتہائی ابتر ہو چکا تھا۔ ان میں حلال و حرام اور طیب وخبیث کی تمیز ناپید ہو چکی تھی' اس لیے حکمت کا تقاضا تھا کہ ان کی اصلاح درجہ بدرجہ کی جائے تاکہ ان کو احکامات پر عمل کرنے میں بوجھ محسوس نہ ہو' جس طرح تحریم خمر یعنی شراب آہستہ آہستہ حرام قرار دی گئی۔ پہلی دفعہ اس کی قباحت کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ (البقرة:2/219)

''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے ان دونوں کاموں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں' مگر ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔''

پھر اوقات نماز میں اس کے پینے پر پابندی لگا دی گئی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ (النساء:4/43)

''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ حتیٰ کہ اپنی بات کو سمجھنے لگو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر تیسرے مرحلے میں مکمل حرام کر دی گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ﴾ (المائدة: 5/90)

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر یہ سب گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بالکل الگ رہو۔''

سوال: آیات کا سبب نزول اور فوائد ذکر کریں' نیز وضاحت کریں کہ ایک ہی آیت کے کئی سبب نزول کیوں بیان کیے جاتے ہیں۔

جواب: نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی آیات دو قسموں پر مشتمل ہیں:

1- وہ آیات جو کسی خاص سوال یا خاص واقعہ کی وجہ سے نازل ہوئی ہوں، مثلاً: آیت لعان وغیرہ۔

2- وہ آیات جو کسی خاص سوال یا خاص واقعہ کی وجہ سے نازل نہیں ہوئیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کی ہیں۔

سبب نزول: آیات کے نزول کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں:

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہو جانا اور اس کے حل کے لیے وحی نازل ہونا' مثلاً یہودیوں نے اوس اور خزرج کے درمیان اختلاف کرا دیا اور دونوں فریق لڑنے کے لیے تیار ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝﴾ (آل عمران: 3/100)

''اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پلٹا دیں گے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ کسی صحابی سے غلطی کا سرزد ہو جانا اور اسکے لیے آیت کا نازل ہونا، مثلاً حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے غلطی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾

(الحجرات:6/49)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔''[1]

○ کسی صحابی کی تمنا کے پیش نظر آیت کا نازل ہونا، مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

«وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى؟ فَنَزَلَتْ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾» (صحيح البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة، ومن لم ير الإعادة ... الخ، ح: ٤٠٢)

''میں نے تین باتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کی ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں! تو یہ آیت نازل ہوئی: ''اور تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔''[2]

سبب نزول کے فوائد: سبب نزول کی معرفت سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

* جس مقصد کے لیے آیت نازل ہوئی ہے اس کی حکمت کی تعیین ہو جاتی ہے، مثلاً:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (النساء:43/4)

''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

---

[1] مسند احمد:279/4

[2] دوسری بات حجاب کے بارے میں تھی اور تیسری بات جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل کرنے کا مشورہ تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس آیت کا شان نزول معلوم نہ ہو تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ جب شراب حرام ہے تو ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾ کیوں کہا گیا؟

* سبب نزول سے آیت کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور اشکال رفع ہو جاتے ہیں' مثلاً:

﴿ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾

(البقرة:2/115)

''مشرق ومغرب (کی سمتیں) اللہ کے لیے ہیں۔تم جس طرف بھی چہرہ کرو اسی طرف اس کی ذات ہے۔''

اگر اس آیت کا شان نزول ذہن میں نہ ہو تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کسی خاص سمت کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہے' حالانکہ قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے۔ اس آیت کے شان نزول سے یہ معلوم ہوا کہ تحویل قبلہ کے وقت جب یہودیوں نے اعتراض کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

* آیت کے ظاہری سیاق سے جو سمجھ آ رہا ہو وہ حقیقت میں مقصود نہ ہو تو شان نزول سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے مثلاً:

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ ﴾

(البقرة:2/200)

''جب تم حج کے ارکان مکمل کر لو تو اللہ کا ذکر کرو' جس طرح اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے ہو۔''

اگر آیت کا شان نزول معلوم نہ ہو تو آیت کا ٹکڑا ﴿ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ ﴾ بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے۔سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس خاص مقام پر اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد کو آباؤ اجداد کی یاد سے تشبیہ کیوں دی گئی ہے؟ لیکن سبب نزول سے واضح ہو گیا کہ یہاں ''وقوف مزدلفہ'' کا ذکر ہو رہا ہے۔ مشرکین عرب کا یہ معمول تھا کہ وہ ارکان حج سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے فخر سے بیان کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''باپ دادوں کے قصے کہانیوں کی بجائے میرا ذکر کیا کرو۔''

* قرآن کریم میں کئی مقام پر کسی خاص واقعہ کو اشارتاً بیان کیا گیا ہے اور جب تک واقعہ معلوم نہ ہو آیت کا مطلب سمجھ میں نہیں آ سکتا، مثلاً:

﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (الانفال: 8/17)

''جب آپ نے پھینکا تھا تو آپ نے نہ پھینکا تھا بلکہ اللہ نے پھینکا تھا۔''

جنگ بدر میں جب کفار کا گھیراؤ ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی ان کی طرف پھینکی یا پھر ہجرت کے وقت ایسا کیا تھا۔ اگر شان نزول کا علم نہ ہو تو آیت کو سمجھنا کافی دشوار ہو گا۔

* سبب نزول کی وجہ سے عام کو خاص اور خاص کو عام کرنے کا علم حاصل ہو جاتا ہے، مثلاً:

﴿عَبَسَ وَتَوَلَّىٰٓ ۝ أَن جَآءَهُ ٱلْأَعْمَىٰ ۝﴾ (عبس: 80/1، 2)

''اس نے ترش رو ہو کر منہ موڑ لیا صرف اس لیے کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔''

عَبَسَ وَتَوَلّٰی سے نبی اکرم ﷺ اور اَلْاَعْمٰی سے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

ایک آیت کے متعدد شان نزول ہونے کی وجہ: متقدمین (صحابہ کرام اور تابعین) کسی آیت کے خاص سبب نزول کو اس کے ساتھ مقید نہیں کرتے تھے بلکہ جس واقعہ یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوال پر وہ آیت صادق آتی تھی اس پر وہ ''نَزَلَتْ فِیْ کَذَا'' کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ جبکہ متاخرین کسی آیت کے خاص واقعہ یا سوال کو اس کے ساتھ خاص کر کے ''نَزَلَتْ فِیْ کَذَا'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔①

سوال: سب سے پہلے اور آخر میں کون سی آیت نازل ہوئی؟

جواب: اس بحث کا تعلق نقل و توقیف سے ہے۔ عقل کو اس میں دخل نہیں' البتہ مختلف دلائل کو دیکھ کر راجح اور مرجوح کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے یا تعارض کو حل کرنے کے لیے تطبیق دی جا سکتی ہے۔

سب سے پہلے اور آخر میں نازل ہونے والی آیت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

1- مطلق طور پر پہلی اور آخری نازل ہونے والی آیت۔

2- بعض تشریحی لحاظ سے پہلی اور آخری آیت۔

پہلی صورت کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں اور ان میں سے راجح یہ ہے کہ **سورۃ العلق** کی ابتدائی آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ جیسا کہ حدیث میں صراحت آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غارِ حرا میں تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام **سورۃ العلق** کی ابتدائی آیات لے کر آئے۔②

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے **سورۃ المدثر** کا سب سے پہلے نازل ہونا منقول ہے۔

ان میں تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

1- مطلق طور پر سب سے پہلے **سورۃ العلق** کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں لیکن فترۃ الوحی (نزولِ وحی میں ایک لمبے وقفے) کے بعد سب سے پہلے **سورۃ المدثر**

---

① مناهل العرفان' المبحث الخامس (ملخص)

② صحيح البخاری' بدء الوحی' باب كيف كان بدء الوحی ...... الخ' حديث:2

نازل ہوئی۔

2- مطلق طور پر سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات ہیں لیکن سب سے پہلے جو مکمل سورت نازل ہوئی وہ سورۃ المدثر ہے لیکن اس تطبیق میں کمزوری ہے کیونکہ سورۃ المدثر مکمل یکبارگی نازل نہیں ہوئی۔

سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں:

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (البقرة:2/281)

اس کی تائید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف 9 دن زندہ رہے۔

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ...... الآية ﴾ (البقرة:2/282)

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ ...... الآية ﴾ (آل عمران:3/195)

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ...... الآية ﴾

(النساء:4/176)

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا ......الآية ﴾ (النساء:4/93)

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ﴾ (التوبة:9/128)

* بعض کے نزدیک سورۃ النصر سب سے آخر میں نازل کی گئی۔

* بعض کے نزدیک سورۃ المائدہ سب سے آخر میں نازل ہوئی۔

* بعض کے نزدیک سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة:5/3)

نوٹ: راجح قول یہ ہے کہ مطلق طور پر سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ......الآية ﴾ (البقرة:2/281)

باقی اقوال میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ کوئی احکام کے اعتبار سے کوئی حلت وحرمت کے اعتبار سے اور کوئی حقوق العباد کے اعتبار سے آخری آیت ہے۔ مکہ میں سب سے پہلے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور سب سے آخر میں سورۃ المومنون یا سورۃ العنکبوت نازل ہوئی اور مدینہ میں سب سے پہلے سورۃ المطففین یا سورۃ البقرۃ اتری اور آخر میں سورۃ النصر نازل ہوئی۔[1]

---

① مناهل العرفان، المبحث الرابع (ملخص)

مکی و مدنی سورتیں اور ان کی علامات وخصوصیات

سوال: سورت کے مکی یا مدنی ہونے سے کیا مراد ہے؟ مکی و مدنی سورتوں کی علامات و خصوصیات اور تعداد بیان کریں۔

جواب: جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھیں ان کو مکی سورتیں کہا جاتا ہے' خواہ وہ مکہ میں نازل ہوئی ہوں یا مکہ کے گرد و نواح میں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں' خواہ وہ مدینہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ کے قرب و جوار میں۔ سورتوں کا مکی و مدنی ہونا اکثریت واغلبیت کے اعتبار سے ہوتا ہے ورنہ بعض مکی سورتوں میں مدنی آیات اور مدنی سورتوں میں مکی آیات بھی پائی جاتی ہیں۔

مکی سورتوں کی علامات وخصوصیات:

- ہر وہ سورت جس میں سجدہ تلاوت ہو وہ مکی ہوگی۔ ①
- ہر وہ سورت جس میں لفظ "کلا" کے ساتھ کلام کیا گیا ہو' وہ مکی ہوگی۔ ②
- جس میں ﴿یٰأَیُّهَا النَّاسُ﴾ کے ساتھ کلام کیا گیا ہو وہ مکی ہوگی' سوائے سورۃ البقرہ اور سورۃ الحج کے۔
- ہر وہ سورت جو حروف مقطعات سے شروع ہو وہ مکی ہوگی' سوائے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کے۔
- ہر وہ سورت جس میں سابقہ انبیاء و امم کا تذکرہ ہو وہ مکی ہوگی' سوائے سورۃ البقرہ کے۔

---

① سورۃ الحج کے مکی و مدنی ہونے میں اختلاف ہے اگرچہ اس میں دو سجدے ہیں۔

② یہ لفظ پندرہ سورتوں میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے جو نصف قرآن کے آخر میں ہیں۔

❁ جس سورت میں آدم علیہ السلام اور ابلیس ملعون کا تذکرہ ہو وہ مکی ہوگی، سوائے سورۃ البقرہ کے۔

❁ جس سورت میں توحید و رسالت، حشر ونشر، قیامت اور جنت وجہنم کا ذکر ہو اور مشرکین کے ساتھ دلائل قطعیہ سے بات کی گئی ہو وہ عموماً مکی ہوگی۔

❁ ہر وہ سورت جس میں بنیادی و عمومی فضائل و اخلاق کا ذکر ہو اور مشرکین کے جرائم کا رد کیا گیا ہو، مثلاً: خون بہانا، یتیم کا مال کھانا، بیٹی زندہ درگور کرنا وغیرہ تو ایسی سورت مکی ہوگی۔

❁ مکی سورتوں کی آیات چھوٹی چھوٹی، جامع اور مانع مفہوم والی، ٹھوس اسلوب والی اور انتہائی فصاحت و بلاغت والی ہیں۔ ان میں تشبیہات وتمثیلات، کنایات و مجازات اور استعارات وغیرہ کا کثرت سے استعمال ہوا ہے اور ذخیرہ الفاظ بھی کثرت سے ہے۔

مدنی سورتوں کی علامات وخصوصیات:

❁ جس سورت میں کسی اسلامی فریضے کا یا اسلامی حد کا ذکر ہو وہ مدنی ہوگی۔

❁ جس سورت میں منافقوں کا ذکر ہو وہ مدنی ہوگی، سوائے سورۃ العنکبوت کے۔

❁ جس سورت میں اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ کیا گیا ہو وہ مدنی ہوگی۔

❁ جس سورت میں ﴿یاأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا﴾ کے ساتھ خطاب کیا گیا ہو وہ عموماً مدنی ہوگی۔

❁ جس سورت میں عبادات و معاملات، حدود و میراث، جہاد وقتال، جنگ و جدال، یا صلح کے احکامات اور خاندانی واجتماعی، اور بین الاقوامی تعلقات کے احکام ہوں وہ مدنی ہوگی۔

نوٹ: مکہ میں قرآن کے مخاطب زیادہ تر مشرک تھے جو توحید ورسالت، حیات بعد الموت اور

قرآن کے کتاب اللہ ہونے کے منکر تھے اور بدعات فاسدہ کے مرتکب تھے' اس لیے مکی سورتوں میں ان چیزوں کا عقلی ونقلی اعتبار سے اچھی طرح اثبات کیا گیا ہے اور مشرکین کے غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ چونکہ مکہ کے لوگ فصاحت وبلاغت میں بہت مشہور تھے' اس لیے مکی سورتوں میں فصاحت و بلاغت بہت ملحوظ رکھی گئی ہے۔

مدینہ میں چونکہ مسلمانوں کی اکثریت تھی اور اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی اس لیے احکامات کی سخت ضرورت تھی' چنانچہ مدنی سورتوں میں احکامات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح مدینہ میں یہود و منافقین بھی رہتے تھے اس لیے ان کے غلط عقائد و نظریات کی بھی خوب تردید کی گی ہے۔

مکی ومدنی سورتوں کی تعداد:

(الف) بیس سورتوں کے مدنی ہونے پر مفسرین کا اتفاق ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

(١) البقرة	(٢) آل عمران	(٣) النساء	(٤) المائدة
(٥) الانفال	(٦) التوبة	(٧) النور	(٨) الاحزاب
(٩) محمد	(١٠) الفتح	(١١) الحجرات	(١٢) الحديد
(١٣) المجادلة	(١٤) الحشر	(١٥) الممتحنة	(١٦) الجمعة
(١٧) المنافقون	(١٨) الطلاق	(١٩) التحريم	(٢٠) النصر

(ب) جن سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے وہ بارہ ہیں:

(١) الفاتحة	(٢) الرعد	(٣) الرحمٰن	(٤) الصف
(٥) التغابن	(٦) المطففين	(٧) القدر	(٨) البينة
(٩) الزلزال	(١٠) الاخلاص	(١١) الفلق	(١٢) الناس

(ج) ان مذکورہ بتیس (۳۲) سورتوں کے علاوہ باقی تمام سورتیں مکی ہیں۔ یعنی کل سورتیں ۱۱۴' مدنی سورتیں ۲۰' مکی سورتیں ۸۲ اور مختلف فیہ ۱۲ ہیں۔

لفظ سورت کی وجہ تسمیہ اور تعریف

سوال: لفظ ''سورت'' کی وجہ تسمیہ اور تعریف بیان کریں؟

جواب: جس وقت قرآن مجید نازل ہوا' اس وقت کے عرب فصحاء و بلغاء نے اپنے اجمالی و تفصیلی کلام کے الگ الگ نام مقرر کیے ہوئے تھے۔ چونکہ قرآن عربوں کے انداز کلام کے مطابق نازل ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اجمالی و تفصیلی کلام کے الگ الگ نام رکھے ہیں۔ عرب لوگ اپنے مجموعی کلام کا نام ''دیوان'' رکھتے تھے تو اللہ نے اپنے کلام کے مجموعے کا نام ''القرآن'' رکھا۔ عرب لوگ چھوٹے کلام کو ''قصیدہ'' کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے مجموعے کا نام ''سورت'' رکھا۔ عرب لوگ اپنے مختصر کلام کا نام ''بیت'' رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ''آیت'' رکھا۔ عرب لوگ اپنی کلام کے اختتام کو ''قافیہ'' کہتے تھے اور قرآنی آیات کے اختتام کو ''فاصلہ'' کہتے ہیں۔

لفظ ''سورت'' کی وجہ تسمیہ: لفظ ''سورت'' مہموز (واؤ کے ہمزہ کے ساتھ) اور غیر مہموز (واؤ کے ہمزہ کے بغیر) دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لیکن معنی اور وجہ اشتقاق میں کوئی خاص فرق نہیں۔ اس کے ماخذ اور اشتقاق کے بارے میں علمائے لغت میں مندرجہ ذیل اختلاف پایا جاتا ہے:

1- علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا ماخذ ''سُؤْرٌ'' ہے جس کے معنی ''برتن میں بچی ہوئی چیز'' کے ہیں۔ اس لحاظ سے سورت بھی قرآن کا کچھ حصہ ہوتی ہے۔

2- بعض نے اس کو ''سُؤْرُ البِنَاءِ'' (عمارت کی دیوار) سے ماخوذ کہا ہے' یعنی جس طرح عمارت مختلف اجزا کا مرکب ہوتی ہے اسے طرح قرآن بھی مختلف

سورتوں سے مرکب ہے۔

3- سورت کا لفظ ''سُؤْرُ الْمَدِیْنَة'' (شہر کی دیوار) سے اخذ کیا گیا ہے یعنی جس طرح شہر کی دیوار تمام عمارتوں وغیرہ کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے اسی طرح سورت بھی اپنی تمام آیات کا احاطہ کیے ہوتی ہے۔

4- سورت کا لفظ ''سِوَارٌ'' سے لیا گیا ہے جس کے معنی کنگن کے ہیں۔ جس طرح کنگن کلائی کو گھیر لیتا ہے اسی طرح سورت بھی اپنی تمام آیات کو گھیر لیتی ہے۔

5- سورت کا معنی ''مرتفع اور بلند ہونا'' بھی ہے گویا کہ سورت کلام اللہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے اس لیے اسے سورت کہتے ہیں۔

سورت کی اصطلاحی تعریف: سورت ایسے مجموعے کو کہتے ہیں جو آغاز اور خاتمہ رکھنے والی آیات پر مشتمل ہو اور اس کی کم از کم تین آیات ہوں۔[1]

❖❖❖

① مناهل العرفان، المبحث السابع: ترتيب السور و مقدمه معارف القرآن

سورتوں کے نام رکھنے کا سبب اور
ایک سے زائد نام رکھنے کی حکمت

سوال: سورتوں کے نام کس بنا پر رکھے جاتے ہیں؟ ایک ہی سورت کے ایک سے زائد نام رکھنے کی وجہ اوران کی حکمت بیان کیجئے۔

جواب: مندرجہ ذیل چیزوں کو مدنظر رکھ کر سورتوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔

1- سورت کے ابتدائی لفظ ہی سے اس کا نام رکھ دیا جاتا ہے' مثلاً: طٰهٰ' یٰسٓ وغیرہ۔

2- سورت کے اندر کوئی ایسا لفظ مذکور ہوتا ہے' جو کسی اہم واقعے کی طرف اشارہ کر رہا ہوتا ہے تو اسی لفظ سے سورت کا نام رکھ دیا جاتا ہے' مثلاً: البقرة' آل عمران وغیرہ۔

3- سورت کے موضوع کو دیکھتے ہوئے اس کا نام رکھ دیا جاتا ہے' مثلاً سورة الاخلاص۔

زیادہ نام رکھنے کی حکمت: کسی سورت کے ناموں کی کثرت اس کے شرف ومنزلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جس ''مسمّٰی'' کی شان زیادہ ہو اس کو کئی القاب واسماء کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔

سورتوں کے اسماء کی وجہ تسمیہ: **1-سورة الفاتحة**: فاتحہ کا معنی ہے کھولنے والی اور اس جگہ اس سے مراد ہے قرآن حکیم کی ابتدا کرنے والی۔ کیونکہ اس سورۂ مبارکہ سے قرآن مجید کا آغاز ہوتا ہے اس لیے اس کا نام ''الفاتحة'' رکھا گیا ہے۔ اس سورت کے اور بھی بہت سے نام ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

١ - فَاتِحَةُ الْكِتَابِ	١٠ - اَلتَّرَاقِيَة	١٩ - سُورَةُ السُّؤَالِ
٢- فَاتِحَةُ الْقُرْآنِ	١١ - اَلشِّفَاءُ	٢٠ـ سُورَةُ الْحَمْدِالْاُولٰى
٣ - اُمُّ الْكِتَابِ	١٢- اَلصَّلٰوةُ	٢١- سُورَةُ الْحَمْدِ الثَّانِيَة
٤ - اُمُّ الْقُرْآنِ	١٣ - سُورَةُ الصَّلٰوةِ	٢٢- اَلدُّعَاء
٥-اَلْقُرْآنُ الْعَظِيْم	١٤ - اَلشَّافِيَة	٢٣- سُورَةُ تَعْلِيمِ الْمَسْئَلَة
٦ - اَلسَّبْعُ الْمَثَانِي	١٥ - اَلْإِسَاسُ	٢٤- سُورَةُ الْمُنَاجَاتِ
٧ - اَلْقَافِيَة	١٦ - اَلنُّورُ	٢٥ـ سُورَةُ التَّفْوِيضِ
٨ - اَلْوَافِيَة	١٧ - سُورَةُ الْحَمْدِ	
٩ - اَلْكَنْزُ	١٨ - سُورَةُ الشُّكْرِ	

2- سورة البقرة : ''بقرۃ'' کے معنی ہیں'' گائے'' یا ''بیل''۔اس سورت میں بنی اسرئیل کی ایک گائے کا تذکرہ ہوا ہے۔اسی کے نام پر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔ اس سورت کے تین نام اور بھی ہیں: ①سُورَةُ فُسْطَاطِ الْقُرْآنِ ②سَنَامُ الْقُرْآنِ ③سُورَةُ الزهراء.

3- سورة آل عمران: اس سورت میں اولادِ عمران کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور عیسیٰ علیہ السلام کے نانا تھے۔عیسائیوں کا عقیدہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ابن اللہ کا تھا۔ان کی تردید کے لیے ان کو آل عمران میں شامل کیا گیا اور حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے قرار دیا گیا۔اس سورت کو سُورَةُ الطَّيِّبَة بھی کہتے ہیں نیز اس کو ''زهرين'' بھی کہتے ہیں۔

4- سورة النسآء : اس سورت کا آغاز عورتوں کے مقام و مرتبہ اور حقوق و مراعات کے بارے میں ہے۔اسی نسبت سے اس کا نام سورة النساء رکھا گیا' یعنی وہ سورت

جس میں عورتوں کے مسائل واحکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

5-سورۃ المآئدۃ: ''مائدۃ'' کا معنی ''دستر خوان'' ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے دستر خوان نازل فرمائے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر من وسلویٰ نازل کیا گیا تھا۔اس وجہ سے اس سورت کا نام ''سورۃ المائدۃ'' رکھا گیا۔

6-سورۃ الانعام: ''انعام'' کے معنی مویشی اور جانور کے ہیں۔مشرکین عرب نے مویشیوں کی حلت وحرمت کے بارے میں انوکھے عقائد ایجاد کرر کھے تھے۔اس سورت میں ان کے باطل عقائد کی تردید کی گئی ہے۔نیز لفظ ''انعام'' بھی تکرار سے آیا ہے اس لیے اس کا نام ''سورۃ الانعام'' رکھا گیا ہے۔

7-سورۃ الاعراف: ''اعراف'' عرف کی جمع ہے۔جس کا معنی بلند اور اونچی جگہ ہے۔جنت اور جہنم کے درمیان ایک ایسی جگہ ہے جو دونوں کے درمیان حجاب کا کام دیتی ہے اس جگہ کو ''اعراف'' کہا جاتا ہے۔اس جگہ ان لوگوں کو ٹھہرایا جائے گا جن کے نیک اور برے اعمال مساوی ہوں گے اور کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد وہ رحمت الٰہی سے جنت میں جائیں گے۔اس سورت میں اصحاب اعراف کا تذکرہ ہے اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

8-سورۃ الانفال: ''انفال'' نفل کی جمع ہے جس کا معنی زائد چیز ہے۔اس جگہ اس سے مراد مال غنیمت ہے چونکہ جہاد کا اصل مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے اور جنگ میں ملنے والا مال ایک زائد چیز ہے اس لیے اس کو انفال کہا جاتا ہے۔اس سورت کا آغاز بھی اسی لفظ سے ہوتا ہے اور اس سورت میں اس کے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں۔چونکہ اس سورت میں جنگ بدر کا ذکر بھی کیا گیا ہے اس لیے اس کو ''سورۃ

البدر'' بھی کہتے ہیں۔

9- سورة التوبة: توبہ کا معنی رجوع کرنا یا التفات کرنا ہے۔ اس سورت میں ''توبہ'' کا لفظ مختلف صیغوں سے پندرہ (۱۵) بار آیا ہے اور اللہ کی صفت ''تَوَّابٌ'' دو بار آئی ہے۔ نیز اس میں جنگ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ کا تذکرہ ہے اس وجہ سے اس سورت کا نام ''سورة التوبة'' رکھا گیا ہے۔ اس کے اور بھی درج ذیل نام ہیں: ①سُورَةُ البَرَاءَةِ ②سورة الفَاضِحَةِ (رسوا کر دینے والی) ③سُورَةُ العَذَابِ ④سورة المُخْزِعَةِ۔

10- سورة يونس: اس سورت میں حضرت یونس بن متی کا تذکرہ ہے جو بنی اسرائیل میں سے تھے اور عراق کے گرد و نواح کے علاقے کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ وہ ایک مرتبہ اپنی قوم سے ناراض ہو کر اللہ کی اجازت کے بغیر ہجرت کر کے چلے گئے' سمندر کے سفر کے دوران میں مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے پر اس کے پیٹ سے نکالے گئے دوسری طرف ان کی قوم نے عذاب الٰہی دیکھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کر لی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوئی۔ اس توبہ کی قبولیت کا تذکرہ اس سورت میں بیان کیا گیا ہے' اس لیے اس کا نام سورة یونس رکھ دیا گیا۔

11- سورة هود: اس سورت میں حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین ہزار سال قبل عادِ ارم کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ قوم نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا جس کی وجہ سے ان کی قوم کو دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ یہ تمام واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے' اس وجہ سے اس کا نام ''سورة هود'' رکھا گیا ہے۔

12- سورة يوسف: مشرکین مکہ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ بنی اسرائیل فلسطین سے مصر کیسے پہنچ گئے' اس سورت میں حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق

بن ابراہیم علیہم السلام کا تذکرہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام ''سورۃ یوسف'' رکھا گیا ہے۔

13- سورۃ الرعد: رعد آسمانی بجلی کی گرج کو کہا جاتا ہے۔ اس سورت میں ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ﴾ کے الفاظ سے اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ کائنات میں بظاہر لرزہ خیز چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی طاقت و ہیبت کے سامنے لرز رہی ہیں' اسی لیے اس کا نام ''سورۃ الرعد'' رکھا گیا ہے۔

14- سورۃ ابراھیم: کسی زمانے میں عراق کی سرزمین میں ستارہ پرستی کا دور دورہ تھا۔ ستاروں کے نام پر مندر تعمیر کیے گئے تھے۔ جن میں سینکڑوں بت سجا کر رکھے ہوئے تھے اور مندروں کے پروہتوں کو آزر کہتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک آزر کے گھر میں پیدا ہوئے' توحید کا پرچار کیا اور اپنی قوم' برادری اور حکومت کے نظریات کی تردید کی حتی کہ ایک مندر کے تمام بتوں کو توڑ بھی دیا۔ اس سورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے اس لیے اس کا نام سورۃ ابراہیم رکھا گیا۔

15- سورۃ الحجر: ''حجر'' کا معنی پتھروں سے بنا ہوا مکان ہے۔ قوم ثمود کو اصحاب الحجر کہا گیا ہے کیونکہ انہوں نے پہاڑوں کو تراش کر مضبوط مکان بنائے ہوئے تھے۔ لیکن کردار کی سیاہی حد سے بڑھ گئی تو اچانک ایک سخت آواز نے ان کو دبوچ لیا اس سورت میں ان کا تذکرہ ہے' لہٰذا اس کا نام **سورۃ الحجر** رکھا گیا ہے۔

16- سورۃ النحل: ''نحل'' کے معنی شہد کی مکھی کے ہیں۔ شہد کی مکھی اللہ تعالیٰ کی ننھی منّی مخلوق ہے جو اس کی قدرت کا عظیم شہکار ہے۔ یہ دور دراز کے فاصلے طے کر کے پھولوں کا رس نکال کر لاتی ہے اور انتہائی مہذب طریقے سے چھتے میں محفوظ کر دیتی ہے۔ اس کی زندگی کے طور طریقے انتہائی اطاعت شعاری اور اجتماعیت کی

بہترین مثال پیش کرتے ہیں۔ چونکہ اس سورت میں شہد کی مکھی کا تذکرہ ہے اس لیے اس کا نام ''سورۃ النحل'' رکھا گیا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے کئی انعامات کا تذکرہ ہے اس لیے اس کو ''سورۃ النعیم'' بھی کہا جاتا ہے۔

17- سورۃ بنی اسرائیل: اس سورت میں یہود کی حکومت کے عروج اور برے اعمال کی وجہ سے ان کے زوال کی داستان ہے اس لیے اس کا نام سورۃ بنی اسرئیل ہے۔ اس سورت کے آغاز میں نبی کریم ﷺ کے اسراء و معراج کا تذکرہ ہے' اس لیے اس کو ''سورۃ الاسراء'' بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس کی ابتدا سبحان الذی سے ہے اس لیے اس کا نام ''سورۃ سبحان'' بھی رکھا گیا ہے۔

18- سورۃ الکھف: ''کھف'' کا معنی غار ہے۔ اس سورت میں اصحاب کہف کا تذکرہ ہے جو شرک و کفر کی حکومت سے بغاوت کر کے اللہ کے دین کی خاطر تمام کچھ چھوڑ کر ہجرت کر گئے اور ایک طویل عرصے تک ایک غار میں چھپے رہے' اس سورت میں ان کا تفصیل سے تذکرہ ہے' اس لیے اس کا نام ''سورۃ الکھف'' رکھا گیا ہے۔

19- سورۃ مریم: حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ اس سورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ اور ان کی والدہ کی پاکدامنی بیان کی گئی ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورۃ مریم'' رکھا گیا ہے۔

20- سورۃ طٰہٰ: ''طٰہٰ'' حروف مقطعات میں سے ہے۔ اس کے معانی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کے معنی ''اے شخص'' کے کیے ہیں۔ اس سورت کا آغاز اس لفظ سے ہوا ہے' اس لیے اس سورت کا نام ''سورۃ طٰہٰ'' رکھا گیا ہے۔ اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ بھی ہے' اس لیے اس کو ''سورۃ کلیم'' بھی کہتے ہیں۔

21- سورۃ الانبیآء: ''انبیاء'' نبی کی جمع ہے۔ اس سورت میں بہت سے انبیاء کے اپنی قوم کو توحید الٰہی کا درس دینے اور قوم کے انکار کرنے کا ذکر ہے' نیز فریقین کے انجام کا تذکرہ ہے' اس لیے اس کا نام'' سورۃ الانبیاء'' رکھا گیا ہے۔

22- سورۃ الحج: اس سورت میں دیگر احکام و مسائل کے ساتھ ساتھ حج کے مسائل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے پیش نظر اس کا نام ''سورۃ الحج'' رکھا گیا ہے۔

23- سورۃ المؤمنون: اس سورت کی ابتدائی دس آیات میں اہل ایمان کے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے ہیں جس کی بنا پر اس کا نام ''سورۃ المؤمنون'' رکھا گیا ہے۔

24- سورۃ النور: ''نور'' سے مراد علم و ایمان کی روشنی ہے اس سورت میں ﴿اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے مراد ہے کہ سرچشمۂ ہدایت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' نیز اس سورت میں معاشرتی احکام بڑے احسن انداز سے بیان کیے گئے ہیں جن کو صحیح معنوں میں جاننے کے لیے نور الٰہی کی اشد ضرورت ہے۔ اسی لیے اس کا نام ''سورۃ النور'' رکھا گیا ہے۔

25- سورۃ الفرقان: ''فرقان'' کا معنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ اس سورت میں قرآن کو فرقان کہا گیا ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کی کسوٹی ہے۔ اس بنا پر اس سورت کا نام ''سورۃ الفرقان'' رکھا گیا ہے۔

26- سورۃ الشعرآء: ''شعراء'' شاعر کی جمع ہے۔ کفار مکہ اعجاز قرآن کے سامنے لاجواب تھے اور نبی کریم ﷺ پر شاعری کا الزام دھرتے تھے۔ اس سورت کے آخر میں شعراء کی حقیقت کو آشکارا کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اس کلام الٰہی کا تعلق شعراء سے نہیں ہوسکتا' اس لیے اس کا نام ''سورۃ الشعراء'' رکھا گیا ہے۔

27- سورۃ النمل: ''نمل'' چیونٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا

تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ ایک بار اپنے لشکر سمیت چیونٹیوں کی آبادی کے پاس سے گزرے تو ان کی ملکہ نے تمام چیونٹیوں کو متنبہ کیا کہ لشکر سے بچنے کے لیے تم محفوظ جگہ پہنچ جاؤ۔اسی بنا پر اس سورت کا نام ''سورۃ النمل'' رکھا گیا ہے۔اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر بھی ہے اس لیے اس کو''سورۃ سلیمان'' بھی کہتے ہیں

28- سورۃ القصص: ''قصص'' مصدر ہے اور اسم مصدر بھی ہے لیکن اس جگہ اسم مصدر یعنی قصہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور اسی تذکرہ میں ﴿وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ﴾ کے الفاظ ہیں۔اسی لیے اس کا نام سورۃ القصص رکھا گیا ہے۔

29- سورۃ العنکبوت: ''عنکبوت'' کے معنی مکڑی کے ہیں۔اس میں چند ایسی قوموں کا تذکرہ ہے جن کو اپنی قوت وتمدن پر بڑا ناز تھا اور اسی ناز کے سیلاب میں انہوں نے عقائد واعمال کا سفینہ غرق کر دیا' احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا اور یہ سمجھنے لگے کہ اب ہماری طاقت کو کون شکست دے سکتا ہے۔لیکن جب عذاب الٰہی آیا تو ان کی تمام قوت وتمدن مکڑی کا گھر ثابت ہوئی اور آن واحد میں تمام نیست و نابود ہو گئے نیز اس سورت میں مشرکین کے معبودوں کو مکڑی سے تشبیہ دی گئی ہے اس لیے اس کا نام''سورۃ العنکبوت'' رکھا گیا ہے۔

30- سورۃ الروم: ہجرت مدینہ سے قبل اکثر رومیوں اور ایرانیوں (اہل فارس) کی آپس میں جنگ رہتی تھی۔مسلمانوں کے جذبات رومیوں کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور مشرکین مکہ کے جذبات ایرانیوں کے ساتھ تھے کیونکہ وہ آتش پرست تھے۔ایرانیوں کو رومیوں پر غلبہ حاصل ہوا تو مکہ کے مشرکین نے اس پر خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو طعنہ دیا۔اس سورت میں یہ پیش گوئی کر دی گئی کہ چند ہی

سالوں کے بعد رومی، ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور مسلمان بھی ایک بڑی خوشی سے ہمکنار ہوں گے۔اس سے اس کا نام''سورة الروم ''رکھا گیا ہے۔(یاد رہے قرآن کی پیش گوئی ۲ ہجری میں اس وقت پوری ہوئی جب رومیوں نے ایرانیوں کو شکست دی اور انہی دنوں مسلمان فتح بدر کی خوشیاں منا رہے تھے۔)

31- سورة لقمان: اس سورت میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے جو بہت بڑے حکیم اور دانا آدمی تھے۔اس سورت میں ان کی اپنے بیٹے کے نام قیمتی پند ونصائح کا تذکرہ ہے۔اسی بنا پر اس کا نام''سورة لقمان ''رکھ دیا گیا۔

32- سورة السجدة : اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تذکرہ ہے اور اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اس کی ذات پر صحیح معنی میں وہی ایمان لانے والے ہیں جو اس کے معجزات کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اس لیے اس کا نام''سورة السجدة''رکھ دیا گیا۔

33- سورة الاحزاب: ''احزاب'' حزب کی جمع ہے۔ہجرت کے پانچویں سال پورے عرب کے یہودیوں اور مشرکین نے مل کر مسلمانوں پر یلغار کر دی، کئی دن محاصرہ کیے رکھا آخر کار ناکام حالت میں وہ واپس چلے گئے۔اسی مناسبت سے اس کا نام''سورة الاحزاب''رکھا گیا۔

34- سورة سبا: کسی زمانے میں یمن میں ایک قوم آباد تھی جس کا نام سبا تھا۔انہوں نے اپنی وادیوں کا پانی ایک ڈیم کی صورت میں جمع کیا ہوا تھا اور سال بھر اپنی زمینوں کو اس سے سیراب کرتے تھے جس کی وجہ سے انتہائی فراوانی میں تھے۔اللہ تعالیٰ کے احکام کی بغاوت کی وجہ سے وہ ڈیم ٹوٹا اور پوری قوم تباہ و برباد ہوئی۔اس پورے واقعے کے ذکر کی وجہ سے اس کا نام''سورة سبا''رکھا گیا۔

35- سورة فاطر: ''فاطر'' کا معنی بغیر کسی نمونے کے تخلیق کرنے والا ہے۔اس